إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسىٰ أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی للعہ سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ — مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ — نمبر ۴۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بغرض تبدیلی آب و ہوا چند روز کے واسطے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے اپنے بعد مولانا مولوی شیر علی صاحب کو امیر جماعت قادیان مقرر فرمایا۔ قاریں بھی حضرت مولوی صاحب موصوف ہی پڑھائینگے ۔

جناب چودھری فتح محمد خان صاحب ناظر اعلیٰ دہلی سے قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اور نظارت کے کام کو سنبھال لیا ہے۔

بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بروز جمعہ کو بمقام ... جلسہ ہوا۔ جہاں قادیان سے بھی بہت سے اصحاب تشریف لے گئے ۔

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ لاہور، چودھری بشیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ سید انعام اللہ شاہ صاحب لاہور ... مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب ... سے تشریف لائے ۔

قادیان کے ایک مجاہد نے غلام محمد صاحب پر جو فوجداری مقدمہ دائر کر رکھا تھا وہ عدالت ... سے خارج کر دیا ہے ۔

نظم

خدا نما

(از مولوی محمد ... صاحب ... بی اے ایل ایل بی ... کپورتھلہ)

ہر ذرّے میں نمایاں نورِ کمال تیرا — ہر قطرے میں ہے پنہاں بحرِ زلال تیرا

ہو چاند یا کہ سورج سیارہ ہو کہ ثابت — ہے طوف و ذکر جاری ہر ماہ و سال تیرا

یہ انتظامِ عالم یہ ربط و ضبط باہم — رستہ بتا رہا ہے اے ذوالجلال تیرا

سنتِ الستُ تیرے یوں تجھ سے قول ہارے — مشعر جواب پر تھا گویا سوال تیرا

گردِ گماں میں گم ہے سب عقل کی تگ و دو — ہوتا ہے یعنی پیدا اک احتمال تیرا

اور اک برقِ پا کی تجھ تک نہیں رسائی — تڑپا رہا ہے دل کو شوقِ وصال تیرا

وحی پیمبری نے ظاہر کیا و گرنہ — پاتے پتہ کہاں سے اے بے مثال تیرا

ہوتی نہیں معطل تیری صفت کوئی جب
مہر محمدی میں اور ماہ احمدی میں
رَودِ ہریت کی ہر سو دنیا میں چل رہی تھی
اسلام کی دوبارہ کی تو نے آبیاری
چمکا وہ برق ہو کر کڑکا وہ رعد بن کر
زندہ نشان آیا زندہ خدا دکھایا
وہ نفخ صور جس سے جاگ اٹھے سب اہب
پرتو فگن نہ ہووے جب تک وہ بدرِ کامل

کیونکر ہو مُہر برلب حُسنِ مقال تیرا
واں ہے جلال تیرا یاں ہے جمال تیرا
لیتا تھا نام کوئی بس خال خال تیرا
پامال ہو رہا تھا یہ نونہال تیرا
برسا گرج گرج کر ابرِ نوال تیرا
ہر دل میں پھر بٹھایا نقشِ خیال تیرا
ہر ایک ہو رہا ہے جویائے حال تیرا
ہونا تمام مظہر کسبِ کمال تیرا

ایک ضروری تصحیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مکتوب گرامی جو ۲۹ ستمبر کے پرچہ میں درج ہوا۔ اس میں حسب ذیل فقرہ شائع ہوا ہے :-

"ہم جسم کا لفظ مادی اشیاء کے لئے استعمال کرتے ہیں اس لئے خدا تعالےٰ جو مادیات سے ارفع ہے اس کے لئے ہم یہ لفظ نہیں استعمال کر سکتے۔ بلکہ روح کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک شئے ہے"

خط کشیدہ الفاظ درمیان کی عبارت کاتب سے چھوٹ جانے کی وجہ سے بالکل غلط اور [illegible] ہو گیا ہے۔ اصل فقرہ یوں ہے :-

"ہم جسم کا لفظ مادی اشیاء کے لئے استعمال کرتے ہیں اسلئے خدا تعالےٰ جو مادیت سے ارفع ہے۔ اس کے لئے ہم یہ لفظ نہیں استعمال کر سکتے۔ بلکہ روح کا لفظ جو اس سے اعلےٰ حالت کے لئے ہے۔ وہ بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم خدا تعالیٰ کے لئے موجود کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک شئے ہے"

خط کشیدہ الفاظ چھوٹ گئے تھے۔ اس وجہ سے مطلب بالکل الٹ ہو گیا۔

بارہ (۱۲) صفحے کا الفضل

(۱) برادر محمد عبدالحی صاحب احمدی ولد شیخ حسن صاحب احمدی یادگیر حیدر آباد نے الفضل کی ترقی اشاعت میں جو کوشش فرمائی ہے۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ آپ نے اخبار کے دس خریداروں کے نام لکھ کر ان کے نام مختلف میعاد کے وی پی کرنے کی اطلاع دی ہے۔ امید ہے سب وی پی وصول ہو جائینگے :-

(۲) الفضل کو بارہ صفحے پر کیا اگر سولہ صفحوں پر بھی شائع کیا جائے۔ تو بھی ہمارا شوق پورا نہ ہوگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی بعض تقریریں ٹکڑے ٹکڑے دو دو میں شائع ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔ [illegible] اس کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ باہر والوں اور خاص کر بیرون ہند کو کتنا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مگر خیال کم استطاعت بھائیوں کا ہے۔ تو خاکسار یا تو ایک خریدار سال بھر کے لئے مہیا کریگا یا آٹھ روپے نقد ادا کر دیگا۔ تاکہ غریب بھائیوں پر بار نہ ہو۔ راقم۔ محمد حسن احمدی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر فتحگڑھ یو۔ پی

(۳) یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ پڑھی گئی ہے کہ جناب والا پیارے الفضل کو بارہ صفحے پر کرنے والے ہیں۔ خدا وہ دن جلد لا دے۔ آمین ثم آمین۔ کوشش کروں گا۔ کہ کوئی خریدار پیدا ہو۔ یہاں کے لوگ دین سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اور سخت متعصب ہیں۔ پڑھنا اور دیکھنا تو ایک طرف رہا۔ ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتے۔ میری طرف سے تین ماہ کے لئے اخبار الفضل کسی غیر مستطیع کے نام جاری کریں۔ اور جو اضافہ ہو۔ وہ سب [illegible] ہم ملا کر میرے نام وی پی کر دیں۔ مگر اخبار کو بہت جلد بارہ صفحہ کا کریں۔ والسلام۔ سید پیر احمد احمدی۔ ہوشیارپور۔

بعض احباب کی مساعی سے یہ تو ظاہر ہے کہ الفضل کی ترقی کی کوشش ہو رہی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تاحال بہت تھوڑے احباب نے اس طرف توجہ فرمائی ہے۔ سب

جماعت احمدیہ پٹیالہ کا جلسہ

چونکہ گورنمنٹ پٹیالہ کی ہدایات کے ماتحت کوئی پبلک جلسہ بلا حصول منظوری افسران پولیس پٹیالہ منعقد نہیں ہو سکتا۔ اسلئے قبل از وقت منظوری انعقاد جلسہ حاصل کی گئی۔ اور کافی تعداد میں اشتہارات و اعلان بغرض شہرت تاریخ و اوقات جلسہ شائع کئے گئے۔

۱۴ ستمبر کو بذریعہ منادی ڈھول و تقسیم اشتہارات نیز عام گذرگاہوں پر اشتہارات چسپاں کرنے کے ذریعہ تمام شہر میں خوب تشہیر کرائی گئی۔ کہ ۱۶ و ۱۷ ستمبر کو ۶ ½ بجے شام سے ۸ ½ بجے تک محلہ ڈھک بازار میدان سبزی منڈی میں لیکچر ہونگے۔ ۱۶ ستمبر کو ۹ بجے شب کے مقام جلسہ گاہ پر کارروائی شروع ہوئی۔ جماعت ہائے نابھہ سنور انبالہ وغیرہ مقامات ملحقہ کے اکثر احمدی احباب بھی شامل جلسہ ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے جناب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل نے وفات مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں کے موضوع پر حسب عادت نہایت مدلل اور فصیح تقریر فرمائی جسکو حاضرین نے نہایت توجہ اور امن سے سنا

۱۷ ستمبر: حسب پروگرام ٹھیک ۸ ½ بجے جلسہ شروع ہوا۔ جناب حافظ صاحب ممدوح الشان نے تلاوت قرآن مجید کے بعد نہایت پُر شوکت طرز بیان سے صداقت مسیح کو مدلل اور مشرح نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا۔ ۱۲ بجے شب تک حاضرین نے نہایت توجہ اور خاموشی سے سنا۔ اختتام تقریر کے بعد عالیوقت ایک غیر احمدی صاحب نے اٹھ کر اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تناہ امیر کے مقابلہ میں یہ دعا کر کے کہ صادق کی زندگی میں جھوٹا ہلاک ہو جائے صدق و کذب کا خود فیصلہ فرما گئے ہیں۔ اسکے جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب نے اصل پرچہ اہلحدیث نکالکر اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر حاضرین کو سنا کر ثابت کر دیا کہ مولوی صاحب نے اس چیلنج کو منظور ہی نہیں کیا بلکہ خود اس بات کو تسلیم کیا کہ جھوٹے کو بعض اوقات لمبی زندگی دیجاتی ہے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب وغیرہ جس کا سمجھدار سامعین پر نہایت اچھا اثر ہوا لیکن معترض صاحب نے جیسا کہ دستور ہے اس پہلو کو چھوڑ کر دوسری طرف بے تعلق بیانی شروع کیں۔ جن کے جوابات بھی مولوی صاحب نے نہایت متانت اور خوش اخلاقی سے دیئے۔ ایک دوسرے نیم مولوی صاحب جن کا نام عبداللہ معلوم ہوا ہے ساکن جو فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔ وفات مسیح پر اعتراض کرتے ہوئے آیہ رافعک الیّ سے حضرت مسیح کا بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جس کے متعلق بھی مولوی صاحب موصوف نے بحوالہ آیات قرآنی و احادیث نبوی مدلل جوابات دیکر فریق مقابل کو منوا دیا۔ کہ آسمان کا لفظ اس آیت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ مخالف صاحب نے دعوے کیا تھا۔ یہ آیت رفع جسد کے بارہ میں نہیں۔ یہ مکالمہ قریب ایک بجے شب تک جاری رہا۔ بعض معزز اصحاب غیر احمدی جن کو علاوہ اشتہارات کے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ نیز بعض ہندو اور سکھ صاحبان بھی شامل جلسہ تھے۔ اور دعا پر کارروائی جلسہ ختم کی گئی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا۔ خاکسار سراج الحق سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ پٹیالہ :-

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)
قادیان دارالامان - ۶ر اکتوبر ۱۹۲۵ء

قولِ فیصل

رپورٹ کانفرنس مذاہب پر ایک نظر

تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ

(نمبر ۲)

(رقم زدہ جناب مفتی محمد صادق صاحب)

اب ہم رپورٹ پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہیں :-

سناتنی ہندو صاحب اپنے مذہب کی حدود کو ایسا وسیع کرتے ہیں۔ کہ سکھ۔ آریہ۔ برہمو سب ہندو مذہب میں شامل ہو سکتے ہیں اور کرشنا اور منو اور جین اور دیگر مختلف اور متضاد فلسفہائے خیالات کو لیکر آخری فیصلہ یہ دیتے ہیں۔ کہ دانا آدمی وہ ہے۔ جو ذات اور عقائد کی قیود سے بالا ہو کر تمام نوع انسان کو ایک ہی کنبہ اور قبیلہ میں شامل یقین کرے ؛

"سیلون میں بدھ مذہب" پر جو مضمون ہے۔ اس میں بدھ مذہب کی خوبیوں میں ایک خاص دلیل یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ بدھ مذہب کا اپنے پیروؤں پر ایسا گہرا اثر ہے۔ کہ باوجود عیسائی مشنریوں کی بے انتہا کوششوں کے سیلون میں وہ بالکل ناکام رہے ہیں۔

جاپانی یونیورسٹی کے لیکچرار میاموٹو نے بدھ مذہب پر جو مضمون کانفرنس میں پڑھا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ بدھ کئی ہیں۔ اور سب سے زیادہ قابل عزت آمدا بدھ Amida ہے۔ یہ بدھ تمام بدھوں سے افضل اور نبی نوع انسان کا حقیقی منجی ہے۔ اسپر ایمان لانا اور اس کے طفیل سے دعا مانگنا سب پرستاروں کے واسطے ضروری ہے۔ مگر باوجود اس اہمیت کے جو اس بدھ کو دی جاتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ پہلے کبھی گزر چکا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس شاندار انسان کے ظہور کی امیدیں آیندہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پہلے بھی ایک دفعہ ایک احمدی بھائی نے برہما سے لکھا تھا کہ بدھ مذہب کے لوگ ایک اور بدھ کے آنے کے منتظر ہیں۔ اور اس کا نام آمیدا بتلایا جاتا ہے۔ غالباً اس کے متعلق ایک مضمون اخبار بدر میں شائع ہوا تھا۔ اب کانفرنس کی رپورٹ میں پروفیسر میاموٹو کے بیان سے اس مضمون کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض خدا رسیدہ قدیمی بدھوں کو حضرت خیر الرسل محمد عربی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل کامل حضرت احمدؑ کے ظہور کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ یہ بزرگ بدھ ابتدا ہندوستان میں ہوئے۔ اور حضرت احمدؑ کا ظہور بھی ہندوستان ہی میں ہونا تھا اس مناسبت کے سبب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو خصوصیت کے ساتھ پہلے سے اس کی آمد کی خبر دی گئی ؛

پارسی صاحب کے پرچے سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت نبی کے عقائد بہت ہی اسلام کے قریب ہیں۔ اگر ان زوائد کو دور کر دیا جائے۔ جو بعد میں ہر مذہب کے پیروؤں نے شامل کر دیئے۔ تو در اصل اصولاً تمام انبیاء کا دین ایک ہی ہے۔

مسٹر لال چینی نے اپنے مضمون کو فلسفیانہ رنگ میں ڈھالنے کی بہت کوشش کی ہے۔ اور چینی مذہب کا بڑا اصل یہ مقولہ قرار دیا۔ کہ "خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو" لیکن اس امر کو تسلیم کیا کہ جان کا مارنا قطعاً روکا نہیں جا سکتا۔ تاہم جس قدر ہو سکے۔ کم کرنا چاہیئے ؛

سردار کاہن سنگھ صاحب نے گورو باوا نانک کی اصلاحات میں ایک بڑی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ اس زمانہ میں جو یہ بدی تھی۔ کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ملکر کھانا پسند نہ کرتے تھے اسکو باوا صاحب نے دور کیا۔ تعجب ہے کہ موجودہ زمانہ کے سکھ ہندوؤں کے ساتھ ملکر خود اس بدی میں آج تک گرفتار ہیں۔ بلحاظ توحید کے اور دیگر مسائل نماز وغیرہ کے تو باوا صاحب نے فرمائے سکھ مذہب در اصل مسلمانوں کا ایک فرقہ ہونا چاہیئے۔ نہ کہ بت پرست ہندوؤں کا۔ مگر سیاسی پیچیدگیوں نے سکھوں کو مسلمانوں سے الگ رکھا۔ اب بھی وقت ہے کہ سکھ صاحبان باوا صاحب کے حالات زندگی پر دوبارہ غور کر کے اپنے آپ کو ہندوؤں سے الگ کر کے مسلمانوں کے ساتھ شامل کریں ؛

چینی مذہب تاؤازم کا بڑا اصل سکون ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کچھ کرنا ہی نہ چاہیئے۔ کرنے سے سب جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ باہمی تعلقات بڑھانے ٹھیک نہیں۔ کسی کو نصیحت نہ کرو۔ کسی کو سزا نہ دو۔ ایک گاؤں دوسرے گاؤں سے کچھ میل نہ رکھے۔ لیکن اگر چینی لوگ فی الحقیقت اسپر عمل کرتے تو آج دنیا میں سے ان کا نشان ہی مٹ جاتا ؛

برہمو سماج کے نمائندے اپنے آپ کو بت شکن قرار دیتے ہیں۔ اور اپنی سماج کا بڑا مقصد توحید بتلاتے ہیں۔ تمام ادیان سے اچھی باتیں لے لینی چاہیئیں۔ دعا پر بہت زور دیتا ہے الہام سب کے لئے ہے۔ مگر الہام سے ان کی مراد زیادہ تر انسان کا اپنا وجدان اور خیالی ہی ہے ؛

بہائیوں کے دو پرچے پڑھے گئے۔ ایک میں تو اول سے آخر تک بہاء اللہ کے گیت گائے گئے ہیں۔ اور اسی کو سب کچھ بتایا گیا ہے۔ دوسرے میں اس کا بہت کم تذکرہ آتا ہے بڑی تعریف بہائی ازم کی یہ بیان کی ہے کہ بہائی سلسلہ دیگر ادیان سے مباحثہ و مقابلہ نہیں چاہتا۔ بہائی سلسلہ مذاہب اور قوموں کا باہمی اتحاد چاہتا ہے۔ بہائی مندر سب مذاہب کے لئے ہوگا۔ بہائی عورت جس کا نام بہاء اللہ نے قرۃ العین رکھا تھا اسکی بہت تعریف کی گئی ہے کہ وہ سب سے پہلی مومنہ ہے جس نے برقعہ کو منہ سے اتار پھینکا تھا ؛

افریقہ کی جنگلی اقوام کے مذاہب کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ کہ ان سب کی بت پرستی کے اندر ایک خدا کی ہستی کا ایک مخفی اقرار پایا جاتا ہے مسٹر بیکر اپنے مضمون میں لکھتے ہیں پر سچ بات یہ ہے۔ کہ افریقہ میں عورتوں کا مرتبہ اور مقام انگلستان کی عورتوں کے مرتبہ اور مقام سے بلند تر ہے ؛

پروفیسر ٹامس نے اس مضمون پر ایک پرچہ پڑھا کہ انسان طبعی طور پر کس طرح مذہب کی طرف جھکتا ہے۔ اس مضمون میں بالآخر نہایت صفائی سے اس نے اقرار کیا ہے۔ ہم طبعیات کے ذریعہ سے خدا کو نہیں ڈھونڈ سکتے ؛

الغرض رپورٹ کانفرنس مذہبی معلومات کا اچھا ذخیرہ ہے۔ اور کانفرنس کے موقعہ پر سب نے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر پورا زور لگایا ہے۔ اور بحیثیت مجموعی بہت سی مفید اور اچھی باتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ مذاہب کی صداقت کی پہچان کیواسطے سوائے حضرت خلیفۃ المسیح کے کسی نے کوئی فی زمانہ عملی نمونہ پیش نہیں کیا۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے اپنے خطبہ صدارت میں عظیم الشان روحانی انسانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا :- "اعلےٰ درجہ کی مذہبی لیاقت کے آدمی جیسے پہلے پیدا ہوتے رہے۔ ممکن ہے۔ کہ آیندہ بھی ہوں۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ اب بھی اس وقت کوئی ہو۔"

یہی میلان اور ارادہ بعض دیگر پرچوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے سب اقرار کرتے ہیں۔ کہ انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ سے اتحاد ہے لیکن ایسا اتحاد رکھنے والے اس زمانہ میں کون ہیں۔ اسپر سب خاموش ہیں۔ مسلمانوں کے صرف چار نمائندے کانفرنس کے موقعہ پر کھڑے ہوئے ان میں سے بھی تین یعنی دہلی کے صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مصطفےٰ خان صاحب اسپر خاموش ہیں۔ گویا مذاہب میں سے ان کے نزدیک بھی اب کوئی زندہ قوم نہیں جسکو وہ بطور نمونہ پیش کر سکتے صرف قیاسات اور تھیوریاں باقی رہگئی ہیں اکیلے حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ دنیا کے سامنے ایک جماعت اور اسکے امام کو پیش کیا جو دین اسلام پر حقیقی عمل کر کے خدا رسیدہ ہونے کے مقام پر کھڑے ہیں۔ چنانچہ حضور نے یورپ سمتھ میں اہل یورپ کو پیغام آسمانی پہنچاتے ہوئے فرمایا :-

"اے بہنو اور بھائیو۔ میں یہ باتیں سنی سنائی نہیں کہتا۔ بلکہ میں نے خود مسیح موعود کے طفیل خدا تعالیٰ کی پر لذت آواز کو سنا ہے۔ اور اس کے محبت والے کلام سے مسرور ہوا ہوں۔ اسی طرح جس طرح کہ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے اس کلام کو سنا تھا۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ۔ اور میں نے خدا تعالیٰ کی زبردست قدرتوں کو دیکھا ہے۔ اس نے میری خاطر اپنے جلال کو ظاہر کیا۔ اور میری ایسے مقامات پر مدد کی۔ جہاں کوئی انسان مدد نہیں کر سکتا۔ اور مجھے میرے دشمنوں کے حملوں سے اس وقت بچایا۔ جب کہ کوئی شخص مجھے بچا نہیں سکتا تھا۔ مجھے ایسے امور کے متعلق قبل از وقت خبریں دیں۔ جن کو کوئی انسان دریافت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اسی طرح ہوا۔ جس طرح کہ اس نے مجھے کہا تھا۔ پس میری آنکھوں نے مسیح موعودؑ کی صداقت کو دیکھ لیا۔ اور میرے دل نے اس کی سچائی کو محسوس کیا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک۔ جو اس سے تعلق پیدا کرے گا۔ اور اس کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے گا۔ یہی باتیں دیکھے گا۔ جو میں نے دیکھیں۔ بلکہ شاید اپنی محبت کے مطابق مجھ سے بڑھ کر۔"

پھر حضرت نے اپنے مفصل لیکچر احمدیت یا حقیقی اسلام میں جو کانفرنس کے موقعہ پر لنڈن میں شائع کیا۔ فرمایا:۔

"اسلام کا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ تیرہ سو سال سے برابر آج تک مسلمانوں میں ایسے انسان پیدا ہوتے چلے آئے ہیں کہ جن سے خدا نے کلام کیا ہے۔ اور یہ امر تواتر کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ پس اس کے متعلق شک کرنا گویا سفسطہ کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ کے اثر سے اور ہزاروں آدمیوں کو اس جماعت میں سے خدا کا کلام سننا میسر ہوا۔ حتیٰ کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ کم سے کم پچاس فیصدی احمدی ہونگے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کا کلام سنا ہوگا۔ اور ان کے ایمان اور یقین کو اس سے تقویت حاصل ہوئی ہوگی۔"

"خدا تعالیٰ کے فضل سے راقم مضمون بھی اس کا تجربہ کار ہے۔ اور اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا کا کلام الفاظ میں نازل ہوتا ہے۔ محض خیال کے طور پر نہیں۔"

"یہ مثالیں میں نے بطور نمونہ کے دی ہیں۔ ورنہ سینکڑوں دفعہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور ایسے ہزاروں احمدی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ یہ معاملہ کرتا ہے۔"

اس طرح کے تحدیانہ الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے کانفرنس کے موقعہ پر اپنے لیکچروں اور تقریروں اور ملاقاتی گفتگوؤں میں بارہا فرمائے۔ جن سے مرکز لنڈن کے ذریعہ سے تمام دنیا پر یہ حجت قائم ہوئی۔ کہ آج دنیا میں اگر کوئی زندہ مذہب ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ جس کا دوسرا نام روحانیات کے لحاظ سے احمدیت ہے۔ یہ ایک قول فیصل ہے۔ جس کے سامنے تمام ادیان اور تمام فرقہ ہائے اسلامی کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اور اولی الابصار کے واسطے تدبر کا ایک خاص موقعہ ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور اس خصوصیت کے نشان سے فائدہ اٹھائے۔

ایک اور لنڈنی اخبار کی شیطنت

اخبار سٹار نے ایک بے ہودہ کارٹون شائع کر کے تمام دنیا کے مسلمانوں کے قلوب پر جو زخم لگایا ہے۔ وہ ابھی تک تازہ ہی ہے۔ کہ ایک دوسرے لنڈنی اخبار ڈیلی ایکسپریس (۲۳ ستمبر) نے اپنی شیطنت سے مسلمانوں کے زخم خوردہ دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اخبار مذکور نے ایک بندر کی تصویر شائع کی ہے جس کا نام "اللہ" لکھا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ لنڈنی اخبار نویس اسلام کے متعلق کیوں اتنی جہالت اور نادانی میں گرفتار ہیں۔ کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں لفظ "اللہ" مسلمانوں میں کس قدر وقعت رکھتا ہے۔ اور اس سے مسلمان کس ذات پاک کو مخاطب کرتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ولایت میں چیزوں کے اس قسم کے نام رکھنا معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ایسے الفاظ سے جن کی مسلمان مذہبی طور پر تقدیس کرتے اور نہایت مقدس سمجھتے ہیں۔ اور چیزوں کو نامزد کرنا حد درجہ کی بے شرمی اور بے وقوفی ہے۔ اور جان بوجھ کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے ان میں غصہ اور رنج کے جذبات پیدا کرنا ہے لنڈنی اخبارات اس خطرناک روش کو جس قدر جلد ترک کر دیں۔ اتنا ہی ان کے ملکی مفاد کے لئے بہتر ہوگا۔ اور ان ذمہ وار حکام کو جو مسلمانوں پر حکومت کرتے اور مسلمانوں کے عقائد اور خیالات سے آگاہی رکھتے ہیں چاہیئے۔ کہ اس قسم کی بے ہودگیوں سے اپنے اہل ملک کو روکیں۔

مولوی عبدالباری صاحب پر عتاب

ایک وقت تھا۔ جب مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو خلافت کمیٹیوں والے آنکھوں پر بٹھاتے اور ہاتھوں پر لئے لئے پھرتے تھے۔ ان کے ایک ایک لفظ کو آسمانی وحی بتا کر عوام کو اس کی تعمیل کی ہدایت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے نام کا کلمہ پڑھتے تھے۔ لیکن آج جب انہوں نے روضۂ رسول کریمؐ پر نجدیوں کی گولہ باری کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور خلافتیوں کی پوشیدہ مصلحتوں کے خلاف نجدیوں پر ناراضی اور غصہ کا اظہار کیا۔ تو وہی لوگ ان پر ہر قسم کے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر رہے ہیں مولوی ظفر علی صاحب نے تو اپنی تہذیب و شرافت کا ثبوت یہاں تک دیا ہے۔ کہ ان کا نام عبدالمکھڑی رکھ دیا ہے۔ علی برادران نے ان سے تعلق بیعت قطع کر لیا ہے۔ اور اخبارات جن الفاظ میں انہیں مخاطب کر رہے ہیں۔ ان کا نمونہ حسب ذیل سطور میں دیکھا جا سکتا ہے:۔

"آج فرنگی محل کی علمیت و عظمت کا واحد ذمہ وار رب باری کا بندۂ مقبول جو کبھی میدان سیاست میں "عمر بھر کا تقویٰ و زہد نثار بت پرستی" کرنے کو تیار تھا۔ اور اپنے تلون غیر فانی۔ اور دم بزل محرور المزاجی کے سبب "فطرت کا معصوم بچہ" بن چکا تھا۔ پختہ مغزان جنون کے امتحان و شوریدہ سران منزل الفت کی آزمائش کیلئے سربکف میدان میں کود پڑتا ہے۔ گویا کی نسبت روحانی نے اس پیر مغاں مست الست کی نسبت علمیہ پر قبضہ کر لیا۔ اور آج اکبری اور عالمگیری عظمت علمیہ کا وارث بازیگروں کے لچک دار تار پر بے محابا رقص متصوفانہ فرما رہا ہے۔ اپنی گرہ کی تو پہلے بھی نہ تھی۔ زہر ہلاہل کے اثر نے حرارت غلیظی بڑھا کر۔ متانت۔ سنجیدگی۔ انداز سیاست۔ توازن عقل اور آگاہی واقعات کا رہا سہا جوہر بھی چھین لیا۔ اب کون دستگیری کرے" (مدینہ ۷ ر ستمبر)

یہ الفاظ پڑھ کر جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا کوئی بڑے سے بڑا مولوی اور دینی راہ نما بھی اس قابل نہیں رہا۔ کہ مسلمانوں کی صحیح طور پر راہ نمائی کر سکے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اخلاق اور عادات اس حد تک بگڑ چکے ہیں۔ جن کی اصلاح خدا کے مامور کو قبول کرنے ہی سے ہو سکتی ہے۔

دانتوں کی حفاظت

احادیث میں دانتوں کی صفائی کے متعلق جس قدر تاکید پائی جاتی ہے۔ وہ اہل علم اصحاب سے مخفی نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے۔ اگر میں مسواک کرنا مسلمانوں کے لئے مشکل نہ سمجھتا۔ تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔ اس سے دانتوں کی صفائی کی اہمیت معلوم ہو سکتی ہے۔

آج کل سرطان مرض چونکہ بکثرت پھیل رہا ہے۔ اس لئے ماہرین طب کی توجہ اسکی طرف خاص طور پر مبذول ہوئی ہے اور انہیں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دانتوں کی خرابی اس مرض کی بہت کچھ معاون ہوتی ہے۔ اس لئے وہ دانتوں کی صفائی پر خاص زور دے رہے ہیں۔

چودھویں صدی کے مولوی

(مراسلہ)

۱۶ر ستمبر کے "زمیندار" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے "الفضل" کی زبردست چوٹوں سے جناب "مدیر افکار حوادث" اس قدر جھملا رہے ہیں۔ کہ سر پیر کی ہوش نہیں۔ ۳۱ر اگست کو باغ بیرون دہلی دروازہ میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس میں مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے حوالی موالی پر جو گذری اس کی حقیقت سے تو انکار نہ کر سکتے تھے۔ لیکن یہ کیونکر ہوتا کہ جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑتے ٭

جناب "مدیر افکار حوادث" کو دوران جنگ طرابلس کے مولوی ظفر علی صاحب بھولے نہ ہونگے۔ اس وقت باغ بیرون موچی دروازہ میں جلسے منعقد ہوتے۔ جن میں ظفر علی صاحب کی دھواں دھار تقریریں ہوتیں جن میں انہیں "چند دیداری جماعتی۔ حزب الاحنافی غنڈوں" کو "بزرگان قوم" وغیرہ القاب آپ خطاب کرتے۔ اس وقت یہ لوگ بھی مولوی صاحب کے پروانے تھے۔ ان کی تقاریر سے مؤثر ہو کر اپنی جیبیں خالی کردیتے۔ بلکہ ٹوپیاں تک اتار کر ان کی نذر کر دیتے ٭

اس کے بعد گاندھی گردی کے ایام میں ظفر علی صاحب ہر دلعزیزی کے آسمان کے تارے بنے۔ اور ان کے وارے نیارے تھے۔ خلافت کی ہڑبونگ میں "پرچھے اڑا دو سوراج کے" بھول کر "خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے" تک کے روحانی مدارج طے کرنے کے باعث انہیں "بزرگان قوم" کی آنکھ کی پتلی بن رہی تھی ٭

اسی دوران میں بدقسمتی یا خوش قسمتی سے مولوی ظفر علی صاحب قید ہوگئے۔ جس پر ملک بھر نے ماتم کیا۔ ماتمیوں میں یہ تمام "بزرگان قوم" شامل تھے۔ پانچ سال قید کے گذرے۔ آپ آزاد ہوئے "کیا" جلوس نکلا۔ مولوی صاحب کے "درشنوں" کے لئے آدمی پر آدمی پلا پڑتا تھا۔ اللہ اللہ کیا شان تھی ٭

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا مولوی ظفر علی صاحب اپنی قوم میں کسقدر ہر دلعزیز تھے۔ ان کی کیا وقعت تھی۔ کیا قدر و منزلت تھی۔ یہ چند باتیں مشتے نمونہ از خروارے ہیں ٭

اسی سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف کی زندگی کے ایک اور پہلو پر نظر کیجئے۔ آپ نے ایک دفعہ خاص ترنگ میں کہا تھا۔ میں اپنے قلم کی ایک کشش سے احمدیت کو سو سو کوس تک مٹا سکتا ہوں۔ کیا فرعونی فقرہ ہے۔ کسقدر رعونت اور تکبر اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے ہ خود مولوی صاحب نہایت ذلت کے ساتھ کرم آباد کے گاؤں میں نظر بند کرٹے جاتے ہیں۔ اور وہی قلم جس کی ایک کشش مرزا کے نام کو سو سو کوس تک مٹا سکتی تھی۔ سنصرت چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ توڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔

ظفر علی خاں "مرزا" اور آپ کی جماعت کو غدار اور خوشامدی لکھتے ہیں۔ حالانکہ ان پر ہزار مرتبہ یہ ظاہر کردیا گیا کہ "مرزا" اور آپ کی جماعت کے ایمان میں حکومت وقت (خواہ وہ کوئی حکومت ہو) کی فرمانبرداری شامل ہے۔ مگر مولوی صاحب ہیں کہ اپنے اتہام پر اڑے ہوئے ہیں۔ لیکن شملہ پہاڑیوں پہ نواب وائسرائے کی دہلیز پر ناک رگڑ کر معافی مانگنے کون جاتا ہے؟ آئندہ کے لئے اپنے منہ میں لگام رکھنے کا عہد کون استوار کرتا ہے؟ کیا اخبار بین دنیا اس سے ناواقف ہے۔ یا جناب مدیر افکار حوادث کو اسکا علم نہیں؟

پی پی کر نہ زاہد چھپ چھپ کے پی نہ صوفی
کہ کھلیں گے اور پردے تری رازداریوں کے

کل چند مظلوم۔ بیگناہ احمدیوں پر کابل کے درندہ صفت جاہل ملانے الحاد و کفر کا الزام لگاتے ہیں۔ کابل کا مجبور امیر حکم قتل صادر کرتا ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب بڑی دھوم دھام سے ایک مضمون زیب رقم فرما کر اپنی دستار فضیلت میں ایک اور طرہ کا اضافہ فرماتے ہیں۔ کابل کے اس وحشیانہ فعل کو سراہتے اور اسے شریعت غرا کے مطابق بتانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کردیتے ہیں مضمون کی علمی حیثیت تو جو ہے سو ہے ہی۔ البتہ جماعت احمدیہ کے ساتھ جو انہیں دیرینہ بغض تھا۔ اس کا ایک حد تک اظہار ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن شان خدا ہے۔ کہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے۔ خود ان پر وہی کفر و الحاد کا فتویٰ بلکہ اس سے ایک قدم اور آگے بیگم صاحبہ پر بن دئے طلاق پڑ جانے کا فتویٰ بارگاہ علماء کرام و صوفیاء عظام سے بجلی کی طرح گرتا ہے۔ البتہ چونکہ یہاں کی حکومت کے سر پر وحشت کا وہ بھوت سوار نہیں جو کابل کی حکومت کے سر پر سوار ہے۔ اس لئے مولوی صاحب کی جان بچ جاتی ہے۔ اور فتوے صادر کرنے والے "علماء کرام و صوفیاء عظام" کو "چند دیداری جماعتی اور حزب الاحنافی غنڈے" کہنے کا انہیں موقعہ مل جاتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ کابل کے مفتیوں پر خود قتل کا حکم صادر ہوتا ہے۔ اگرچہ جناب "مدیر افکار حوادث" کے مذہب میں "کسی مسلمان امیر کے حکم سے کسی کا مارا جانا کفر و الحاد کی نشانی ہے"۔ تاہم کابل کے یہ مفتی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور وہ علماء کرام کے زمرہ سے خارج نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انہوں نے چند احمدیوں کو قتل کرا کے شریعت اسلامیہ کی ایسی خدمت کی ہے جس سے ان کی فضیلت پر ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق ثبت ہو چکی۔

کیا اسی قسم کے اور واقعات اس خوفناک تواتر سے منصۂ ظہور میں نہیں آئے۔ جو ثابت کر رہے ہیں کہ الہام انی مھین من اراد اھانتک مولوی ظفر علی خاں پر پورا ہوا۔ اور نہایت صفائی سے پورا ہوا۔ اور اگر جناب "مدیر افکار حوادث" کی تسلی اب بھی نہیں ہوئی تو اور انتظار کرلیں۔ اور دیکھیں اگر انہوں نے اپنی موجودہ روش کو نہ بدلا تو جناب "ظفر الملت" کے لئے اور کیا کیا لطہائے ذلت ابھی باقی ہیں!

مولوی ظفر علی خاں صاحب پر مغلظات کی بوچھاڑ اس لئے نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے جلسہ عام میں قرآن کریم کی تلاوت کی تھی۔ کیونکہ جن لوگوں نے مولوی صاحب کی یہ عزت افزائی کی وہ خود بھی قرآن مجید پر ایمان رکھنے اور اس کلام پاک کی عزت و تکریم کے دعویدار ہیں۔ بلکہ اگر کوئی عیسائی یا آریہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو دوران تلاوت میں اس کے ساتھ یہ "بزرگان قوم" ایسا سلوک ہرگز روا نہ رکھتے حقیقت لاکھ پردوں میں چھپاؤ۔ نہیں چھپتی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب نے جن "بزرگان قوم" کے بل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مزعومہ اہانت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ہاتھوں انکی ذلت کرا کے یہ ثابت کردیا کہ انی مھین من اراد اھانتک میرا کلام ہے نہ کسی مفتری کا

حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیوں کی تکالیف کے متعلق یہ کہنا کہ وہ رسول کریمؐ کی اہانت کرتے تھے۔ اس لئے غلط ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب کی جو پذیرائی تو وہ "بزرگان قوم" کہلاتے ہیں جنہیں مولوی صاحب بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکنے کے عادی تھے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کی گستاخی ان لوگوں نے کی جو پہلے ہی آپ کے اشد مخالف۔ کیا جناب "مدیر افکار حوادث" کی عقل ایسی ہی مسخ ہو چکی ہے۔ کہ انہیں ان دونوں مثالوں میں وجہ افتراق نظر نہیں آتی؟ اگر یہ درست ہے اور وہ اس کا اقرار کرلیں۔ تو ہم انہیں وہ عجیب منطق جو ان کے فہم نارسا سے بالا ہے سمجھانے کیلئے تیار ہیں ٭

احمدی تو "افکار حوادث" کی بے سرو پا لایعنی بیہودہ سرائیوں سے کیا "بلبلائیں" گے۔ البتہ جناب "مدیر افکار حوادث" کی حرکات مذبوحی کا نظارہ ضرور پیش نظر ہو جاتا ہے۔ کاش وہ اپنی حالت پر غور کرکے خود ہی اپنے آپ سے عبرت حاصل کریں ٭

ظفر علی صاحب نے خواجہ کون و مکاں صلعم کے نام کی عزت کیلئے آخر کیا کیا یہی کہ کبھی دیگر اہل وطن توموں سے دوستی کی۔ کبھی دشمنی۔ کبھی منافقت جنکو سے کبھی دوستی کی کبھی دشمنی۔ کبھی منافقت۔ کسی ایک حال پہ نہیں قائم نہ رہ سکے

تعددِ ازدواج کا اہم اور نازک سوال

ایک نکاح ثانی کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

جناب حافظ روشن علی صاحب کے نکاح ثانی کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

جماعت کا امام

ہونا بھی انسان کے لئے جہاں بہت سی برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔ وہاں اسکو بعض دفعہ لاینحل عقدوں میں بھی ڈال دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ دوستوں نے انہیں سمجھانا چاہا۔ بہت نصیحتیں کیں۔ مگر انہوں نے خیال کیا۔ ہمارا فیصلہ سوائے انگریزی عدالت کے نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو دوسرے پر بدظنی تھی۔ اور خیال تھا کہ میں نے اگر بات مان لی تو دوسرے کو فائدہ ہو جائیگا۔ اس لئے انہوں نے ایک دوسرے پر سرکاری عدالت میں نالش کر دی۔ پھر جب دن ان کے مقدمہ کی پیشی ہو۔ وہ خود یا ان کے قائم مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں۔ آپ دعا کریں۔ خدا کامیابی دے۔ اس پر حضرت مسیح موعود بہت ہنسا کرتے۔ اور فرماتے دونوں میرے مرید ہیں۔ اور دونوں سے مجھے تعلق ہے۔ میں کس کے لئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور کس کے لئے دعا کروں۔ وہ جیتے۔ ہم تو یہی دعا کرتے ہیں۔ دونوں میں سے جو سچا ہے وہ جیت جائے۔ اور اسے اپنا حق مل جائے ؂

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک مالن کی مثال

بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے اسکی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک کمہاروں کے گھر بیاہی ہوئی تھی۔ دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا۔ تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی۔ لوگ کہتے اسے ہوا کیا ہے۔ وہ کہے ایک بیٹی ہے نہیں۔ اگر بارش ہو گئی۔ تو جو کمہاروں کے ہاں ہے وہ نہیں۔ اور اگر نہ ہوئی۔ تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں۔ کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ترکاریاں نہ ہونگی۔ اور اگر ہو گئی۔ تو کمہاروں کے برتن خراب ہو جائینگے ؂

میں نے سوچا ہے۔ ہماری مثال کئی دفعہ ایسی ہی ہوتی ہے۔ خصوصاً

دوسری شادی

کے وقت۔ وہ شادی ہوتی ہے۔ ایک فریق کے لئے لیکن عورتوں میں قدرتاً اس کے خلاف احساس ہوتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ اور ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ کہ عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ احساس جو عورتوں کو دوسری شادی کے خلاف ہوتا ہے اسے وہ شریعت کے احترام کی وجہ سے اور اپنی شرافت کے باعث دباتی ہیں۔ مگر درحقیقت ان کے

دل کے کونہ میں ایک چنگاری

جل رہی ہوتی ہے۔ اور خواہ اس میں سے دھواں نہ نکل رہا ہو مگر راکھ کے نیچے آگ ضرور دبی ہوتی ہے۔ اور عورت کا دل اسے محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر وہ دوسری شادی کرنے کو برا نہ کہے۔ تو یہ ضرور کہتی ہے۔ کہ اگر دوسری شادی نہ ہوتی۔ تو اچھا ہوتا۔ وہ عورتیں نادان اور بے وقوف ہیں جو دوسری شادی کو برا کہکر کافر بنتی ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے ایک اور راستہ کھلا ہے۔ اور وہ ان کے نفس کی یہ خواہش ہے۔ کہ اگر دوسری شادی نہ ہوتی۔ تو اچھا ہوتا۔ اور یہ خواہش کوئی گناہ نہیں۔ جائز بات کے لئے بھی انسان کہہ سکتا ہے مثلاً ایک شخص ایسی جگہ نوکر ہو۔ جو اسے کسی وجہ سے پسند نہ ہو۔ تو یہ کہنے میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ اگر میں یہاں نوکر نہ ہوتا۔ تو اچھا ہوتا ؂

میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ مرد کی دوسری شادی پہلی عورت میں ضرور

جذبۂ افسردگی

پیدا کرتی ہے۔ یہاں ایک شخص کی دوسری شادی ہوئی۔ چونکہ عام طور پر لوگ جانتے ہیں۔ اس لئے میں نام نہیں لیتا۔ اس شادی میں مجھے دخل دینا چاہیئے تھا۔ لیکن باوجود اس کے میں نے دخل دیا نہیں تھا۔ ان سے میرے ایسے تعلقات تھے۔ کہ ایک دوسرے سے رابطہ کلام زیادہ ہوتا ہے۔ مگر میں نے شادی کے معاملہ میں کوئی دخل نہ دیا تھا۔ لیکن شادی کے بعد میں نے دیکھا۔ ان کی پہلی بیوی مجھ سے پانچ سال تک ناراض رہی۔ وہ یہی کہتی تھی۔ کہ دوسری شادی انہوں نے ہی کرائی ہے۔ حالانکہ تعلقات کے لحاظ سے مجھے چاہیئے تھا۔ کہ میں کراتا۔ مگر میں نے دخل نہیں دیا تھا۔ شادی کے بعد پانچ سال تک ان کی پہلی بیوی نے مجھے سلام تک نہ کیا۔ یہ اس قسم کے واقعات ہیں۔ کہ ہماری مثال مالن کی سی ہو جاتی ہے

مگر چونکہ یہ بزدلی ہے۔ کہ انسان اپنے فرائض کو لوگوں کے خیالات اور آزار کے ڈر سے چھوڑ دے۔ اس لئے میں اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ آج مجھ سے دو شخصوں نے سوال کیا۔ کہ کیا آپ خود نکاح پڑھائینگے۔ ان میں سے ایک کا تو مجھ پر ادب واجب تھا اس لئے ان کو تو اتنا ہی جواب دیا۔ ہاں میں ہی پڑھاؤں گا۔ مگر دوسرے سے میں نے کہا۔ میں نہیں پڑھاؤں گا تو کیا تم پڑھاؤ گے دراصل ان کا یہ سوال کرنا تحریک تھی اس بات کی۔ کہ تم

دو فائروں میں

اپنے آپ کو کیوں کھڑا کرتے ہو۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ کہ انسان اس قسم کی باتوں سے ڈر جائے۔ اس کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر اور نیک نیتی سے ادا کرے۔ پھر اگر اس پر کسی کو ناجائز ناراضگی پیدا ہوتی ہے تو اس کی پروا نہ کرے۔ باقی ہماری مثال اسی مالن والی ہے۔ جو چاہتی تھی۔ کہ اس کی دونوں لڑکیاں آباد رہیں ہماری بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ طرفین راضی رہیں۔ لیکن اگر کوئی مجبوری پیش آئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ تو انسان کو قبول کرنا چاہیئے ؂

دوسری شادی کے متعلق دوست جانتے ہیں۔ میری یہی رائے ہے کہ جو دوسری شادی کا بوجھ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کے لئے اسلام پسند کرتا ہے۔ لیکن تجربہ یہ بتاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے میری پہلی رائے کسی قدر بدلی ہے۔ کہ لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی انسان ہوتا ہے جو

دوسری شادی کی برداشت

کی طاقت رکھتا ہے مسئلہ کے لحاظ سے تو میری وہی رائے ہے جو پہلے تھی۔ مگر مردوں کے حالات دیکھکر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو عورتوں میں انصاف کرنا چاہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم نہیں کر سکتے۔ ادھر عورتوں میں جو بردباری اور تحمل ہونا چاہیئے وہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی انسان ان مشکلات کو حل نہیں کر سکتا۔ اور جماعت کے متعلق میرا جو تجربہ ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اکثر لوگ نہیں کر سکتے۔ تو میں یہی کہونگا کہ لوگ اپنا ایمان اپنی بیویوں کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمان کی حفاظت کی خاطر

ایک ہی بیوی

کریں ؂

شائد یہ وجہ ہو کہ تعلیم زیادہ ہونے کی وجہ سے احساسات کمزور ہو گئے ہیں۔ اور جو قوت برداشت پہلے لوگوں میں پائی جاتی تھی۔ وہ اب نہیں رہی۔ مگر کچھ ہو۔ نظر یہی آتا ہے۔ کہ مرد پوری طرح احساسات اور جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ اور

عورتیں اس بردباری کو جو مرد کا کام ہے۔ استعمال نہیں کرتیں چھوٹی چھوٹی باتوں اور حقیر معاملات کو اتنا بڑھا دیتی ہیں۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ادھر مرد میلان طبع کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو انگشت نمائی اور دشمنوں کو ہنسی کا موقعہ ملتا ہے۔ گھروں میں فتنہ و فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ گھر جسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس سے انسان جنت کا لطف اٹھائے

دوزخ کا نمونہ

بن جاتا ہے۔ گھر اس لئے ہوتا ہے۔ کہ جب انسان کام کر کے تھک جائے۔ اور آرام کا محتاج ہو۔ تو اس وقت گھر میں آئے۔ اور کوئی گھڑی خوشی کی گذار سکے۔ لیکن اگر انسان اپنی بے احتیاطی سے ایسی حالت پیدا کرلے۔ یعنی دوسری شادی کے متعلق یا تو اپنے نفس کا اندازہ غلط لگائے۔ یا جن عورتوں سے اس نے گذارا کرنا ہے۔ ان کا اندازہ غلط کرے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ گھر اس کے لئے دوزخ بن جاتا ہے۔ وہ انسان حیوانوں میں زیادہ آرام سے گھڑی گذار سکتا ہے۔ بہ نسبت دو بدخو اور اپنی عادتوں پر قابو نہ رکھنے والی عورتوں میں رہنے کے اور ایسے انسان کا بے شادی رہنا اچھا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ لوگوں کو انگشت نمائی کا موقعہ دے۔ اور زبان طعن اسلام کے خلاف کھلوائے ؏

لیکن

باوجود ان مشکلات

کے اس سے زیادہ بے وقوفی نہیں ہو سکتی۔ کہ کہیں خدا نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا حکم نہیں دیا۔ انسان کو ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ کہ دوسری شادی نہ صرف جائز ہوتی ہے کیونکہ جائز کا تو ہر مسلمان قائل ہے۔ بلکہ ضروری ہوتی ہے۔ قوم کے لحاظ سے یا دینی لحاظ سے ایسی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ایک انسان دوسری شادی کرے۔ اس لئے جسطرح اس شخص کے لئے جو دو عورتوں میں انصاف نہیں کر سکتا۔ یا ایسی بیویاں نہیں پا سکتا۔ جو بردباری سے گذارہ کر سکیں۔ میں کہونگا۔ اسے دوسری شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ کرتا ہے تو مجرم ہے۔ اسی طرح جو شخص قومی۔ تمدنی۔ مذہبی ضرورت کے وقت دوسری شادی کرنے سے جی چراتا ہے۔ وہ بھی میرے نزدیک ویسا ہی مجرم ہے۔ آگے رہا یہ امر کہ یہ حالات کیا ہوتے ہیں۔ یہ ہر انسان کے متعلق غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے سب سے بڑا قاضی انسان کا اپنا نفس ہے دوسرے لوگ کسی کے متعلق شادی کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مگر بہت سے انسان اپنے نفس کے ذریعہ شادی سے پہلے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے بعد انسان کے ذاتی

معاملات کا کوئی جج ہے۔ تو وہ اس کا اپنا نفس ہے۔ اس کے لئے کوئی قواعد نہیں بیان کئے جا سکتے۔ خود ہی انسان پر اس معمہ کا حل چھوڑا جاتا ہے۔ جس کے سامنے یہ پیش ہو۔ کہ وہ اسے حل کرے۔ پھر اگر وہ غلطی کریگا۔ تو لہا ما کسبت اور اگر وہ درست کریگا تو علیھا ما اکتسبت

درحقیقت

اسلامی احکام

کو تسلیم کر کے انسان اگر عدل کی کوشش کرے تو دوسری شادی اس کے لئے اس طرح ٹھوکر اور تکلیف کا باعث نہ ہو جس طرح عام طور پر ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے لئے مشکل خود پیدا کرتا اور اپنے لئے جہنم خود تیار کرتا ہے۔ دوسروں کی ملامت کی اسے ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ملامت اپنے نفس سے اور جہنم گھر سے پیدا ہوتی ہے۔ آسمان سے آگ یا باہر سے شعلہ آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر

ایک نفس پرست انسان

ایک بیوی کو مکھی کی طرح نکال دے۔ اور دوسری کے ساتھ عیش و عشرت کرنا شروع کر دے۔ تو اگر وہ کوشش کرے۔ کہ جہنم سے بھاگ جاؤں۔ تو کہاں بھاگ سکتا ہے۔ اگر ایک جہنم سے بھاگے۔ تو دوسری اس کے لئے تیار ہے۔ ہاں جو خود اپنی غلطی محسوس کر کے اس جہنم میں کود پڑتا ہے۔ بڑے جہنم سے بچ جاتا ہے۔ مگر جو ایسا نہیں کرتا۔ اس کے لئے اور جہنم جو بہت سخت ہے تیار ہوتی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا انسان قیامت کے دن آدھا اٹھایا جائیگا۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی صحیح سالم اٹھایا جائیگا۔ اس لئے آدھے دھڑ والا دوزخی ہوگا ؏

پس دوسری شادی کا سوال نہایت اہم اور

نازک سوال

ہے۔ جسے دوستوں کی توجہ کے لئے میں پھر پیش کرتا ہوں۔ یہ نہیں کہ اس خطبہ کو جو میں پڑھ رہا ہوں۔ اس نکاح سے خاص تعلق ہے۔ بلکہ ہر بات کے لئے کوئی تقریب چاہیئے۔ کسی نے کہا ہے۔

ہر ملاقات کچھ تو تقریب چاہیئے؟

سیاسی لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے۔ جب کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ تو ان لوگوں کی طرف سے دعوت کرا دیتے ہیں۔ جن کے متعلق وہ ہوتی ہے۔ اور پھر اس موقعہ پر بیان کر دیتے ہیں چونکہ نکاح کے متعلق کچھ کہنے کا بہترین موقعہ نکاح ہی ہے۔

اور دوسری شادی کے لئے کچھ کہنے کے لئے دوسرے نکاح کا موقعہ اس لئے میں اس وقت یہ سوال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کئی لوگ ہیں جو دوسری شادی کرتے ہیں۔ تو پہلی بیوی کو معلقہ بنا دیتے ہیں۔ اور اس سے حسن سلوک نہیں کرتے۔ یا ایسا ہوتا ہے کہ پہلی یا پچھلی بیوی خاوند کے لئے اس طرح جہنم تیار کر دیتی ہے۔ کہ اس کا

محبت کا دروازہ

بند ہو جاتا ہے۔ دوسرا ان باتوں کو بہت معمولی سمجھتا ہے۔ اور وہ بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ لیکن دلوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔ کہ پھر وہ جڑ نہیں سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے یہ بات سُنی ہے۔ جو نصیحت کے لئے قصہ بنایا گیا ہے۔ کہتے ہیں کسی شخص کا

ریچھ سے دوستانہ

تھا۔ وہ ریچھ کو روزانہ اپنے گھر لے آتا۔ اور خاطر تواضع کرتا۔ ایک دن ریچھ کے سامنے اس کی بیوی نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا یہ بھی کوئی دوستی کے قابل ہے۔ جسے تم نے دوست بنایا ہوا ہے یہ سنکر ریچھ نے اس شخص سے کہا۔ (مثالوں میں حیوان بھی باتیں کر سکتے ہیں۔) میرے ماتھے پر تلوار مار۔ اس نے انکار کیا۔ تو ریچھ نے کہا مار ورنہ میری تجھ سے دوستی نہ رہیگی۔ آخر اس نے تلوار ماری جس سے ریچھ زخمی ہو گیا۔ اور چلا گیا۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد ایک دن پھر وہ آیا۔ اور آکر کہنے لگا۔ دیکھو وہ تلوار کا نشان کہیں ہے۔ اس نے کہا کہیں نہیں۔ وہ کہنے لگا دیکھو تلوار کا نشان کہیں نہیں ملتا۔ لیکن اے عورت جو بات تو نے کہی تھی آجتک اسکا نشان میرے سینہ میں قائم ہے۔ تو بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے زخم ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ دوسرے ان کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ایسی باتیں کبھی مرد کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اور کبھی عورت کی طرف سے جن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

گھر جہنم بن جاتا ہے

اس لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو خصوصیت سے چاہئیے کہ اگر دوسری شادی کی ضرورت پیش آئے تو نفس کو سمجھائیں۔ کہ گذارہ کر سکے۔ اور وہ سختی اٹھا کر بھی گھر کا ایسا انتظام کریں۔ کہ نہ ان کیلئے گھر جہنم بنے اور نہ دوسروں کو اعتراض کا موقعہ ملے۔ اور اگر کبھی کوئی بات پیدا بھی ہو تو عمدگی کے ساتھ دب جائے۔ یوں لڑائی تو رسول کریم صلعم کی بیویوں میں بھی ہو جاتی تھی۔ مگر آپ ایسی حکمت اور عمدگی سے ٹلا دیتے تھے کہ کسی کے لئے اعتراض کی گنجائش نہ رہتی تھی۔

اس وقت میں حافظ روشن علی صاحب کے دوسرے نکاح کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ دوست دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی شادی کو بابرکت بنائے۔ ان کے ہاں اولاد تو ہے۔ مگر نرینہ اولاد نہیں۔ اس لئے دوست دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ نرینہ اولاد دے۔ اور دونوں بیویوں سے دے ؏

مغربی یونیورسٹیوں میں پنجابی طلباء

طلباء کے استفادہ کیلئے مشاورتی انجمن

آج سے چند سال پیشتر جو پنجابی طلباء امریکہ اور یورپ کی ترقی یافتہ یونیورسٹیوں میں حصول تعلیم یا کسی خاص شعبہ میں تحقیقاتی کام کے لئے جاتے تھے۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے جو برطانیہ کے کسی مسلمہ کالج میں داخل ہو کر بیرسٹری کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنا اپنا منتہائے مقصود سمجھتے تھے۔ اب اس بارہ میں نہایت حوصلہ افزا تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اور اس امر کا اظہار تعلیمی حلقوں میں یقیناً موجب اطمینان ہوگا۔ کہ پنجاب کے طالب علموں کا مطمح نظر وسیع ہو رہا ہے۔ انہوں نے محسوس کیا ہے۔ کہ محض ادبی قابلیت سے ان کی زندگی کے دنیوی مقاصد حل نہیں ہو سکتے۔ اور ملک کے اقتصادی حالات اس امر کے مقتضی ہیں۔ کہ علم ادب کے ساتھ ساتھ سائنس اور فنون جدیدہ میں مہارت پیدا کی جائے۔

یہاں بہت سے طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ کہ انہیں یورپ اور علی الخصوص برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں کے متعلق صحیح واقفیت دستیاب ہو۔ اور بلاشبہ ایسی واقفیت حاصل کئے بغیر وہاں کی کسی یونیورسٹی میں داخل ہونا نہایت مشکل ہے۔ ایسے طلباء کے استفادہ کے لئے جو ممالک غیر میں حصول تعلیم یا کسی خاص علمی تحقیقات کے کام کے لئے جانا چاہیں۔ پنجاب میں ایک مستقل انجمن قائم ہے۔ جو دی پنجاب یونیورسٹی فارن انفورمیشن بورڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا دفتر یونیورسٹی ہال لاہور میں ہے۔ اور یہاں سے امریکہ یورپ خاص کر برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب شرائط داخلہ۔ مصارف اور دیگر ضروری امور کے متعلق مستند واقفیت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصابوں کے ضوابط و قواعد بہم پہنچانے کے متعلق بھی یہ انجمن خط و کتابت کر رہی ہے۔

انجمن مذکور کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ سال ۵۵ نئے طلباء کو بیرونی یونیورسٹیوں کے متعلق مشورہ دیا گیا۔ جن مضامین کے متعلق طلباء کو واقفیت حاصل کرنا تھی۔ ان کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ جس میں سنسکرت عربی۔ فارسی سے لے کر دندان سازی اور ہوائی جہازوں کے متعلق فن انجنیری وغیرہ شامل ہیں۔ ہم ذیل میں چند اعداد و شمار درج کرتے ہیں۔ جو ناظرین کے لئے بصیرت افروز ثابت ہونگے ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہمارے طلباء کے زاویہ نگاہ میں کس قدر بڑی تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اور اب ٹیکنیکل آرٹ کی طرف ان کا رجحان کس قدر بڑھ رہا ہے۔

نام مضامین	تعداد درخواست کنندگان
آرٹس	۵
زراعت	۱۰
سول سروس	۱۱
دندان سازی	۴
میکینیکل انجنیری	۲
برقی انجنیری	۴
سینٹری انجنیری	۱
ہوائی جہازوں کے متعلق انجنیری	۳
ڈاکٹری	۲۶
صیغہ پولیس	۱۲
صیغہ ڈاک	۱
مدرسی	۵

سال گذشتہ میں ۱۱ طلباء کو صاحب ہائی کمشنر ہند (لنڈن) سے برقی پیغامات کے ذریعہ واقفیت بہم پہنچائی گئی۔ جن کا خرچ طلباء نے ادا کیا۔ ایک طالب علم قاہرہ کے جامع ازہر میں داخل ہونے کا متمنی تھا۔ وہاں اس کے داخلہ کے بارہ میں باقاعدہ تدابیر اختیار کی گئیں۔ اور اسے ضروری ضوابط و قواعد مہیا کئے گئے۔

انگلستان میں ہندوستانی طلباء کی امدادی انجمن بصورت ضرورت طلباء کو روپیہ قرض دیتی ہے۔ سیکرٹری فارن انفورمیشن بورڈ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ۷ پنجابی طلباء اپنا قرض بیباق کئے بغیر پنجاب کو واپس آ گئے ہیں۔ اس قرض کی مجموعی رقم ۴۔۱۲۔۹۱۰ پونڈ تھی۔ جس میں سے سیکرٹری موصوف نے ۶۲ پونڈ طلباء مذکور سے وصول کر لئے۔ اور باقی رقم کے لئے ان سے ادائگی کا وعدہ لے لیا۔ انجمن مذکور بلاشبہ پنجابی طلباء کے لئے نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ اور جس طالب علم کو ممالک غیر کی یونیورسٹیوں کے متعلق واقفیت مطلوب ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ وہ سیکرٹری پنجاب یونیورسٹی فارن انفورمیشن بورڈ۔ لاہور سے خط و کتابت کرے۔

مبلغین کلاس کیلئے طلباء کی ضرورت

کلاس مبلغین عنقریب کھلنے والی ہے۔ عموماً مولوی فاضل پاس طلباء لئے جاوینگے۔ خاص قابلیت رکھنے والے طالب علم مولوی فاضل کی شرط کے بغیر ہی لئے جا سکتے ہیں۔ داخل ہونے کے لئے جلد سے جلد درخواستیں آنی چاہئیں۔ صرف آٹھ طلباء کی گنجائش ہے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت

ہمارے دشمنوں کی افترا پردازیاں

امیر پیغام کا حملہ ناکام

۱۷ ستمبر کے پیغام میں امیر قوم صاحب کا خطبہ چھپا ہے۔ آپ نے ان کا تطغوانی المیزان کی عجیب و غریب تفسیر فرمائی۔ کہ میاں صاحب (حضرت امام جماعت احمدیہ) کو خواب آیا ہے:۔

"قادیان میں ایک نہر بہتی ہے۔ جس کے اردگرد بڑے بڑے سبز باغات ہیں۔ یکایک اس نہر میں طغیانی آئی۔ اور سب باغات کو تباہ و برباد کر دیا"

اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ یہ عقائد کی طغیانی ہے۔ جس نے قادیان کو برباد کر دیا۔ یتربصون بکم الدوائر علیھم دائرۃ السوء۔ نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح کو یہ خواب آیا۔ اور نہ ہی اس کی یہ تعبیر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے سنی سنائی بات برسر منبر اعلان کی۔ اور پھر اس پر اپنے سارے خطبے کی بنیاد رکھی فضل و اضل۔

بات صرف یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے محسوس کیا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی میں کچھ روکیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور اشاعت احمدیت اس زور شور سے نہیں جتنی کہ چاہیئے۔ آپ بہت دعائیں بارگاہ ایزدی میں کرتے رہے۔ آخر آپ نے رویاء صادقہ میں دیکھا۔ کہ ایک سیلاب عظیم ہے۔ اور اس میں آپ بھی ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ پانی تو بہت گہرا ہے۔ کہیں پاؤں نہیں لگتے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ سندھ جا لگیں گے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا۔ کہ طوفان حوادث برپا ہے۔ سندھ محتاج دعوۃ و تبلیغ ہے۔ وہاں کام شروع کیا جائے تو کامیابی کی امید ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ نہ صرف سندھ میں کامیابی ہوئی۔ بلکہ احمدیت کی اشاعت و قبولیت ہر طرف بڑھ گئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مولوی محمد علی صاحب اس رویا کو مثل فلق الصبح پورا ہوتے دیکھ کر خلیفہ صادق کی برگزیدگی و تقرب الی اللہ پر ایمان لا کر اپنی عاقبت سنوار لیتے۔ مگر بجائے اس کے کچھ کا کچھ بنا لیا۔ لا یکادون یفقھون قولا۔

الفقیہ حوالے

۲۱ ستمبر کے الفقیہ (امرتسر) میں یہ فقرہ چھپا ہے:۔

"اگر کوئی شخص مرزا کادیانی کی طرح دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میری تمام دعائیں قبول کرنے کا وعدہ خدا نے کیا ہے"

قادیان کو کادیان لکھنا حق بینی سے کانا ہونے کی دلیل ہے اہل باطل کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ وہ کبھی حق پر کوئی چوٹ نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ از خود افترا بافی نہ کریں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ الفقیہ کے ایڈیٹر اور افسر سے کہ وہ بتائے کہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ میری تمام دعائیں قبول ہونگی۔ امید ہے۔ حوالہ دیتے وقت ولا تقربوا الصلوٰۃ اور ویل للمصلین کو پوری آیت بتانے والوں کا تتبع نہیں کیا جائے گا۔ (اکمل)

گورنمنٹ پنجاب کے تمسکات ۱۹۳۷ء

حکومتِ پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟ اس لئے کہ اسی صوبہ کیلئے قرضہ لیا جائے - اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے ؛

کتنا قرضہ اور کس لئے؟ ایک کروڑ روپیہ جو وادئ ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائے گا - جو فائدہ بخش ہونگی ؛

قرضہ کے لئے ضمانت کیا ہوگی؟ حکومتِ پنجاب کا کل مالیہ ؛

شرح سود کیا ہے؟ ۵¾ فیصدی

مجھے روپیہ کب واپس ملیگا؟ بارہ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ ستلج کی نہر پر اراضی خرید ینگے تو اس کی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزو کی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لئے جائیں گے ؛

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟ بڑے سرکاری خزانہ یا اسکے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک کی کسی شاخ کے پاس جائیے ؛

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کس طرح کرنی چاہیئے؟ وہاں جو فارم آپ کو ملیگا - وہ آپ پُر کر کے روپیہ ادا کر دیں ؛

مجھے سود کب سے ملیگا؟ جس تاریخ سے آپ روپیہ ادا کرینگے - اسی تاریخ سے ؛

مجھے سود کس طریقے سے وصول ہوگا؟ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائیگا جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے - اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا جس کے متعلق آپ لکھیں گے کہ اسکے ذریعہ ہوا کرے +

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟ ۱۲ر ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۵ء تک جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائیگا - قرضہ لینا بند کر دیا جائیگا ؛

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟ (ا) اسلئے کہ ضمانت بھی اچھی ہے - اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) اسلئے کہ روپیہ کے بدلے زمین بھی ملتی ہے بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) اسلئے کہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے تو آپ ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے *

المشتہر

مائیلز اروِنگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل نایاب کتب چھپ گئیں
احباب منگوالیں!

براہین احمدیہ حصہ پنجم ۵

یہ بے مثل کتاب برسوں سے نایاب تھی۔ اور احباب کو چار گنی قیمت پر ملنی مشکل تھی۔ جسے اب دوسری بار دوستوں کی زور دار خواہش اور طلب پر فہرست مضامین و انڈکس بڑے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں جہاں دعا کی ضرورت معجزہ کی تعریف۔ توحید باریتعالیٰ۔ قرآنی تجلیات صداقت اسلام۔ وغیرہ ضروری مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہاں مخالفین احمدیت کے اعتراضوں کا بھی تسکین بخش جواب دیا گیا ہے۔

حجم ۴۱۰ صفحہ قیمت صرف ؎۲ دو روپیہ آٹھ آنہ

ایام الصلح اردو

یہ بیش بہا تصنیف بھی عرصہ سے نایاب تھی۔ جو اب دوسری مرتبہ شائع کیگئی ہے۔ اسمیں جسقدر مضامین و معارف مندرج ہیں وہ ہماری کسی قسم کی تعریف یا توصیف کے محتاج نہیں۔ دوست اسے خریدیں پڑھیں اور دیکھیں کہ اسمیں آسمانی علوم کی کسقدر فراوانی ہے۔ اسمیں جہاں دعوی مسیحیت پر بہترین دلائل درج ہیں وہاں دیگر مسائل دعا کی فلاسفی صداقت اسلام علم غیب وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ؛

حجم ۲۱۰ صفحہ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

شہادۃ القرآن

یہ حق و معارف سے لبریز کتاب بھی مدت سے نایاب تھی۔ جسے اب چوتھی مرتبہ بڑے اہتمام سے نہایت عمدہ کاغذ اعلیٰ طباعت اور ولایتی کاغذ پر چھپوایا گیا ہے ؛

اسمیں حضور پرنور نے اپنے دعوی مسیحیت کو قرآن کریم کی آیات بیّنات ہی سے ثابت کرکے دکھلایا ہے ؛ دوستوں کو چاہیئے کہ اس ذخیرہ بے بہا کو خرید کر جہاں خود پڑھیں وہاں غیروں میں بھی اشاعت کریں ؛

حجم ۱۲۸ صفحہ قیمت صرف ۱۰ر

تریاق القلوب

یہ ضخیم اور اسم بامسمّیٰ کتاب بھی عرصہ دراز سے ختم ہو چکی تھی جسکو اب لائبریری ایڈیشن پر چھپوایا گیا ہے ؛ اسمیں جہاں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوی کے ثبوت میں بہت سے آسمانی نشانوں کا مع چشمدید گواہوں کی شہادات کے ذکر فرمایا ہے۔ وہاں دیگر ضروری مسائل پر بھی بحث کی ہے۔ اور بدلائل واضح کیا ہے۔ کہ دنیا میں اسلام ہی ایک زندہ اور من جانب اللہ مذہب ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم ہی کامل انسان ہیں جنکی پیروی سے انسان خدا کا قرب اور عرفان حاصل کرسکتا ہے ؛

حجم ۴۶۰ صفحہ قیمت صرف دو روپے چار آنہ (؎۲ر)

انجام آتھم

یہ معرکتہ الآرا اور ضخیم کتاب سالہا سال سے ختم تھی۔ جسے اب بصرف زر کثیر دوسری بار نہایت آب و تاب سے شائع کیا ہے۔ اسمیں جہاں ڈپٹی عبد اللہ آتھم والی پیشگوئی پر مفصّل بحث ہے۔ وہاں مخالف علماء کے بعض بے اصل اعتراضوں کا بھی قلع قمع کیا گیا ہے۔ اور آخر میں حضور نے اس سوال کا نہایت ہی دلآویز اور موثر پیرایہ میں جواب دیا ہے۔ کہ "آپکے دعوی کی تائید میں خدا تعالیٰ کیطرف سے کونسے ایسے نشان ظاہر ہوئے جو ایک طالب حق انپر غور کرنیسے یہ سمجھ سکے کہ یہ کاروبار انسان کا منصوبہ نہیں ہے" یہ جواب فی الواقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ متلاشیان صداقت کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ حجم ۳۵۲ صفحہ قیمت (؎۱)

فتاویٰ درود

یہ تصنیف لطیف کسی وجہ سے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں شائع نہ ہو سکی اور بغیر ٹائٹل کے چھپی پڑی رہی جسے اب باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بکڈپو نے شائع کیا ہے۔ اسمیں حضرت اقدس کے درد بھرے دل کیساتھ مسلمانوں کو ان کے اصلی فرض یعنی تبلیغ اسلام کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بتلایا ہے۔ کہ وہ کسطرح اس کام کیلئے تیار رہ سکتے ہیں۔ اور کن باتوں کو اختیار کرکے وہ مخالفین اسلام کے حملوں کو رد کرتے ہوئے اسلام کی سچائی ثابت کر سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر مسلمان کہلانیوالے اس کتاب میں تحریر کردہ پاک نصائح پر عمل پیرا ہوجائیں تو وہ دن دور نہیں جبکہ یہ اپنی قدیم شاندار روایات کو تازہ کرسکیں ؛ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت صرف ۸ر

احباب احمدیہ کو چاہیئے کہ اب جبکہ اسقدر نایاب علمی ذخیرہ معمولی قیمت پر مل رہا ہے۔ تو اسے ضرور خریدیں۔ تاکہ دیگر نایاب کتب بھی جلد چھپوائی جاسکیں ؛

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت
قادیان

تحقیق واقعات کربلا
یا
کوائف کوفیان بے وفا

مصنفہ جناب مولٰنا مولوی خادم حسین صاحب خادم احمدی بھیروی الملقب پروفیسر شیعیات

یہ وہ معرکتہ الآرا کتاب ہے جس میں فاضل مصنف نے واقعہ شہادت کے اصل علل و اسباب کی تلاش کرکے ثابت کیا ہے کہ اس ارتکاب عظیم کے ذمہ دار اور بانی مبانی کوفیان بے وفا تھے۔ جو مذہباً شیعیان آل عباس سے تھے۔ اس نادر کتاب میں اہل سنت والجماعت کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں دیا گیا۔ بلکہ شیعہ دوستوں پر اتمام حجت کی غرض سے صرف شیعی مجتہدین کی معتبر اور مستند کتب کے حوالہ جات سے ہر امر کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ طرز تحریر سلیس دل پسند اور ایسی دلفریب کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ احباب اس نادر کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے حلقہ اثر میں سنی اور شیعہ دوستوں کو بھی مطالعہ کرائیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ پانچ جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔ دس اور اس سے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کرنے والے احباب سے ۱۲ر فی جلد ؛

مباحثہ لاہور

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا مباحثہ سلسلہ احمدیہ کے مشہور معاند منشی پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور کے ساتھ یہ قابل دید کتاب تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر۔ پانچ جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف دس اور اس سے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کرنے والے احباب سے ۳ر فی جلد ؛

خاکسار
سید دلاور شاہ مہتمم دار الکتب احمدیہ کوچہ چابک سواران لاہور

رشتہ کی ضرورت

ایک مخلص نوجوان بعمر قریباً ۲۱ یا ۲۲ سال زمیندار راجپوت کیلئے کسی زمیندار خاندان سے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی خواندہ ہو یا ناخواندہ یہ قید نہیں ہے۔ اس دوست کی ماہواری تنخواہ مبلغ ۲۷ روپیہ ہے اراضی زرعی گذارے کیلئے قبضہ میں ہے۔ خاکسار کی معرفت خط و کتابت ہونی چاہیئے۔ اللہ دتا منشی محکمہ نہر سیکرٹری انجمن احمدیہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

سندر سنگھ ولد سنت سنگھ۔ ساکن بسیالی تحصیل راولپنڈی۔ مدعی

بنام

فضل حسین ولد فقیر محمد حجام ساکن بسیالی تحصیل راولپنڈی۔ مدعا علیہ

۲۲۹ – ۴ – ۰

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا۔ اب تاریخ پیشی ۲۷ ۱۰/۲۵ مقرر کی گئی ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہری کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ ۲۷ ۱۰/۲۵ کو برائے جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۲۵ء بثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبری 25 CA-A 1034

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مرسلہ لوہے کے ٹکڑے وزنی ۵۰ من جو کہ سکھر سے امرتسر تک مطابق بلٹی نمبر ۹۶۸۸۶ مورخہ ۲۸ ۲/۲۵ اور پھر امرتسر سے بٹالہ تک مطابق بلٹی نمبر ۲۲۸۶۲ مورخہ ۲۷ ۴/۲۵ منجانب سیٹھ دیریال سیردل سکھر بنام میسرز سردار لعل رام بھایا لوہا منڈی امرتسر بھیجے گئے تھے۔ اگر ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۲۵ء سے پہلے پہلے ریلوے عمارت سے نہ اٹھائے گئے۔ اور تمام متعلقہ واجب الادا مطالبات ادا نہ کئے گئے۔ تو انہیں بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے گا۔ اور زر نیلام انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی دفعات ۵۵ و ۵۶ کے مطابق صرف کیا جائے گا۔

ہیڈ کوارٹرز آفس دستخط جے۔ ایچ پیتز

لاہور۔ مورخہ ۲۹ ۹/۲۵ برائے ایجنٹ

تصحیح الفضل ۲۸ (۸ ستمبر) میں قرآن شریف بطرز یسرنا القرآن کی قیمت مجلد ۱۲؍ غلط ہے۔ بے جلد تین روپیہ پر ملے گا۔

کتاب گھر قادیان

ہندوستان کی خبریں

لکھنؤ ۲۹ ستمبر۔ مجلس خلافت لکھنؤ نے اپنے جلسہ منعقدہ لکھنؤ میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور کیں:۔

(۱) ہم برابر یہ کوشش کرتے رہیں گے۔ کہ جزیرۃ العرب غیر مسلم کے بالواسطہ اور بلاواسطہ اثر سے مامون و مصئون رہے برطانیہ کا عقبہ و معان پر قبضہ جما لینا خلاف انصاف ہے۔ کیونکہ یہ مقامات جزیرۃ العرب میں شامل ہیں۔ (۲) ہم حجاز پر ابن سعود کے تسلط کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں (۳) خود اختیاری کے مسلمہ اصول پر یہ حق فقط حجازیوں کو حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے جیسی حکومت چاہیں تجویز کریں۔ (۴) ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ حجاز میں خونریزی رکوائیں اور عام حجازیوں کی بالعموم اور اہل مدینہ کی بالخصوص ٹھوس امداد کریں (۵) ایک وفد حجاز میں بھیجا جائے جس کے قائد اعظم مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی ہوں۔

کانپور ۲۹ ستمبر۔ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی حجاز کی موجودہ صورت حالات کے متعلق حکومت ہند سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ اور آپ نے حکومت پر واضح کر دیا ہے۔ کہ آپ یہ نہیں چاہتے۔ کہ حجاز پر ابن سعود کا تسلط ہو جائے۔

دار العلوم دیوبند نے بتاریخ ۲۶ ستمبر ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند کو سٹار اخبار کے اس کارٹون کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے ایک تار بھیجا ہے۔ جس میں اخبار مذکور نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی [illegible] کر کے مسلمانوں کو رنج پہنچایا۔ اور نیز اس میں یہ بھی کہا۔ کہ ہم آپ کے توسط سے وزیر ہند کی توجہ اس معاملے کی طرف منعطف کراتے ہیں۔

پشاور کا ایک نامہ نگار سیاست مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں ایک مضمون کے دوران میں لکھتا ہے " مولوی ظفر علیخان کے قتل مرتد کے مضامین ایک ناقص وہابی عالم غلام رسول صاحب کا علم و تحقیق اور تناقض ہی کا نتیجہ تھا "

سولن ضلع شملہ میں ایک مسلمان کو جو بعلت چوری گرفتار ہو کر آیا تھا۔ حبس اور بعد ازاں پھانسی کی سزا دی گئی۔

کلکتہ ۲۸ ستمبر۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد سی۔ آئی۔ ای نے ڈھاکہ یونیورسٹی کی وائس چانسلری کا عہدہ قبول کر لیا ہے۔

والئے جموں و کشمیر کے بعد ان کے بھتیجے جنرل ہری سنگھ ان کی جگہ پر مہاراجہ مقرر کئے گئے ہیں۔

پٹنہ ۲۰ ستمبر۔ سوراجیہ جماعت کی مجلس عمومی کے جلسے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے پنڈت موتی لال نہرو نے کہا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس وقت کونسل آف سٹیٹ میں سوراجی داخل ہو جائیں۔

بمبئی ۲۵ ستمبر۔ اہل بمبئی کے خیر مقدم کے جواب میں مسٹر پٹیل صدر مجلس اسمبلی نے کہا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں نے ایک منٹ کے لئے بھی یہ محسوس کیا۔ کہ میرا اسمبلی کی کرسی صدارت پر ڈٹے رہنا مفاد ملک کے لئے مضرت بخش ہے۔ تو میں اسی وقت صدارت کو الوداعی سلام کہہ دوں گا۔ میری وائسرائے سے ملاقات یا میری شملہ کی سرکاری دنیا سے متواتر شرکت مجھ کو اس فرض سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔ جو مادر وطن کے متعلق مجھ پر عائد ہوتا ہے۔

گذشتہ ہفتہ ۵ بجے صبح کاشی ودیا پیٹھ بنارس میں [illegible] کے چند آدمی آ گئے۔ اور دار الاقامہ کے نگران سیٹھ دامودر سروپ کو تلاش کیا۔ لیکن وہ ملا نہیں۔

الہ آباد ۲۹ ستمبر۔ ٹرین پر ڈاکہ ڈالنے کے سلسلہ میں پنڈت جوتیش شنکر سکرٹری پراونشل کانگریس کمیٹی اور مسٹر سندر لال سکرٹری اچھوت اقوام کو بھی اٹاوہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آگرہ سے اطلاع آئی ہے۔ کہ اسی سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کے صدر اور ایک اور صاحب کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔

قتل جھنڈا سنگھ کے سلسلہ میں گوردوارہ بھائی پھیرو کا منیجر گرفتار کر لیا گیا۔

رنگون ۲۷ ستمبر۔ اہل رنگون کے ایک عظیم الشان جلسہ میں اس مسودہ کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کیا گیا۔ جو بدیں غرض کونسل میں پیش کیا جانے والا ہے۔ کہ غیر برمی خلاف ورزی کنندگان قوانین کو برما سے نکال دیا جا سکے۔

بمبئی ۲۶ ستمبر۔ ایک اور مل میں ہڑتال ہو گئی ہے۔ باقی صرف دو ملز ایسی ہیں۔ جو اس وقت کام کر رہی ہیں۔ ان سب ملوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی کام کرتے تھے۔ لیکن اس وقت صرف چار ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔

کلکتہ ۲۸ ستمبر۔ میسرز لنڈیل اینڈ کلارک چاندپور کے جیوٹ کے گودام در آمد میں عجیب آگ لگی۔ نو ہزار من جیوٹ جل گیا۔ اور دو لاکھ کا نقصان ہوا۔

شملہ ۳۰ ستمبر۔ کل شملہ فلور مل میں آگ لگ گئی۔ نقصان کا اندازہ دو لاکھ روپیہ ہے۔

لالہ سندر رام ولد لالہ موتی رام [illegible] تحصیل [illegible] حال لاہور نے ڈاکٹر کچلو ایڈیٹر تنظیم پر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ۷ ربیع کے پرچہ تنظیم کے بناء پر نالش کر دی ہے۔ مستغیث کے خیال میں اس پرچہ میں اس کے برخلاف ایک ہتک آمیز مضمون شائع ہوا ہے۔ ماسوا ازیں مستغیث نے زمیندار کے ایڈیٹر لال شاہ اور مسٹر [illegible] ایڈیٹر سیاست پر بھی اسی قسم کا مقدمہ دائر کیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال آج لنڈن پہنچ گئیں۔ استقبال کنندوں میں لارڈ برکن ہیڈ کا پرائیویٹ سکرٹری بھی شامل تھا۔

مصری اخبار "الاہرام" راوی ہے۔ کہ جریدہ "شعلہ" نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں اس نے اظہار افسوس کیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ وہ تصویر جس سے عالم اسلامی کو رنج ہوا ہرگز اس قصد سے نہیں چھاپی گئی تھی۔ کہ کسی کی اہانت مقصود ہو۔ بلکہ محض مشاہیر عالم کی تمثیل مقصود تھی۔

بلگریڈ ۲۸ ستمبر۔ قسطنطنیہ سے آمدہ مسافر اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں جنگ کے لئے انتہائی جوش پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ افواہ بھی ہے۔ کہ ترکی حکومت دردانیال کو بند کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

پیکن ۲۸ ستمبر۔ ۱۸۸۹ء سے لے کر آج تک دریا ایسا نہیں آیا تھا جیسا کہ دریائے زرد کے جنوبی بند ٹوٹ جانے سے آیا۔ طغیانی برابر بڑھ رہی ہے۔ سرکاری اندازہ کے مطابق [illegible] ہزار مربع میل علاقہ زیر آب ہے۔ [illegible] لاکھ آدمی بے خانماں و برباد ہو گئے۔ صدہا ڈوب کر مر گئے۔

روسی جرائد نے ان چند مواضعات کے انکشاف کی خبر شائع کی ہے۔ جو حال ہی میں معلوم ہوئے ہیں۔ جن کو نہ حکومت جانتی تھی۔ اور جو نہ آئین و دستور حکومت سے آگاہ تھے۔ یہ مواضعات اودسک سے ۶۵۰ میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔

وارسا۔ چیچرن نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ اگر جرمنی بلاشرط مجلس اقوام میں شریک ہو گیا۔ تو حکومت سوویٹ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرے گی۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ سر گلبرٹ کلیٹن سلطان ابن سعود کی سلطنت اور برطانیہ کے زیر حکمرانی علاقہ جات عراق و شرق اردن کی سرحدات کی تعیین کرنے کے لئے عرب کی طرف روانہ ہو گئے۔

جنیوا ۲۶ ستمبر۔ مجلس اقوام کی کونسل نے موصل کے فیصلہ کے علاوہ [illegible] واقعات کی تحقیقات کیلئے تین آدمیوں کا کمیشن متعین کیا ہے جس کا صدر ایک [illegible] جنرل ہوگا۔

اخبار ٹائمز کا بیروتی نامہ نگار بیان کرتا ہے۔ کہ فرانسیسی دروزیوں کے علاقہ کی چاروں طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے گھیر رہے ہیں۔ لیکن جنرل گیملین کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ دروزیوں کا تعاقب مشکلات سے خالی نہیں۔ کیونکہ یہ ریف والوں سے زیادہ ہوشیار اور چالاک ہیں۔ اور پھر ان کے پہاڑی علاقے بھی بہ نسبت مراکش کے علاقوں کے بہت زیادہ